© rasailojaraid.com

وقار انبالوی

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ترے خمیر میں تھا درد و سوزِ عشقِ رسولؐ — ترے ضمیر نے حق کے سوا کیا نہ قبول
ترا وجود وفا و خلوص کا قبلہ، — تری نمود میں رنگِ ادائے پور بتولؓ
ترا کلام، کلامِ خدا کی شرحِ جمیل — ترا پیام حدیثِ حبیبؐ و نطقِ رسولؐ
تری زبان کی شیرینیاں متاعِ شکر — ترے بیان کی رنگینیاں بہار کے پھول
تری نوائے جگر دوز صورِ حشرِ صغیر — تری صدائے دل افروز برقِ طورِ عقول
تری حیات کے ہنگامے حرکت و اقدام — تری لغات سے خارج رہے جمود و خمول
جمے جو بزم تو لطف و کرم تری عادت — اٹھے جو عزم تو ترکِ طلب ترا معمول
حریفِ سحر و فسون و طلسم تیرا خطاب — حلیفِ قند و شکر تیری بات بات کا طول
گلوئے کبر پہ حاوی تھا تیرا دستِ جنون — اسیرِ حلقۂ زنجیر تیرا پائے اصول
شبِ سیاہ غلامی میں نور کی قندیل — چھٹی جو پو، رہا تحویلِ قبلہ میں مشغول
خطیب ایسا یگانہ کہ بے مثال و نظیر — نصیب ایسا کہ بیگانۂ حصول و وصول
خودی کی اوٹ میں فقرِ غیور کا پیکر — عدو پہ چوٹ میں سنجیدگی کا اصل اصول
میسر آئیں تجھے یہ قرب کے جو کچھ لمحے — تو عمرِ خضر بھی ان کے عوض کروں نہ قبول

اگرچہ رشکِ شہ و شہریار تھا پیارے
وطن میں بھی تو غریب الدیار تھا پیارے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آغا شورش کاشمیری مرحوم

اور ہم آزاد ہو گئے ......

تاریخ اور صحافت یکساں نہیں، ان میں فرق ہے، اخبار نویسی بسا اوقات ایک منظم جھوٹ اور مصلحت آمیز سچائی ہوتی ہے، لیکن تاریخ ایک بے لاگ سچائی اور بے لاگ صداقت کا نام ہے۔ ہندوستان یا پاکستان کو آزادی ملی تو یہ کسی فرد واحد کی تنہا ہمت یا فراست کا کمال نہیں، یہ ملک کے اجتماعی ضمیر اور قومی انا کا صدقہ تھا، اس ملک کی آزادی جس سے ۱۴ اگست کو متمتع ہوئے ان نوے سال کی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔ مسلم لیگ اس بات کی ڈھنڈورچی نہیں ہے کہ تنہا پاکستان کے مطالبہ پر اصرار مسلم لیگ نے کیا اور پاکستان جس شکل میں بھی ملا وہ قائداعظم کی رہنمائی میں ملا لیکن پاکستان یا ہندوستان کی آزادی کا تاریخی ... اہم ... ہیں، اور سب سے زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے گھر بار لٹا دیا جن کی گمنامی سے ہم نے ... پایا جنہوں نے کسی شخصی خواہش کے بغیر قید و بند کو لبیک کہا، جو تختہ دار پر لٹک گئے، جن کی جوانیاں قید خانوں کے لمحوں میں تحلیل ہو گئیں، جن کا لہو خنجر کی دھار پر برستا رہا۔ یہ غلط ہے کہ پاکستان صرف مسلم لیگ نے بنایا ہے، پاکستان حاصل اس نے کیا لیکن اس کی بنیاد سید احمد شہید نے رکھی۔

لیگ کے عام رہنما آزادی کے ہیرو بن کر سامنے آتے ہیں تو ہنسی آتی ہے، حتیٰ کہ تاریخ کی فطرت بھی ابا کرتی ہے، ان کا اس کی آزادی میں ہیرو بننا بالکل ایسا ہے جیسا قائداعظم کے ورثہ پر ان لوگوں نے قبضہ کر لیا تھا جنہوں نے ملک معظم کی حکومت سے حلف اٹھایا تھا کہ اس کی پشتیبانی کے لیے وہ اپنی جانیں وقف کرتے ہیں، جو آخر تک اس کی بقا اور استحکام کی خاطر ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر لڑتے رہے، جن کا جبر و ضمیر دونوں برطانیہ کے لیے گندھے ہوئے تھے۔

انقلاب عوام برپا کرتے ہیں جو ہمیشہ خواص کے خلاف ہوتا ہے۔ ہر انقلاب میں تلواروں کی اصل زد حکمرانوں کی کھوپڑیوں پر پڑتی ہے لیکن اس انقلاب میں جو ہندوستان اور پاکستان میں ہو رہا تھا اگر کوئی طبقہ محفوظ تھا تو وہ حکمران تھے، ۱۸۵۷ء کا فاتح انگریز ۱۹۴۷ء میں آزادی کا محصلی ہو گیا تھا، یہ ایک "پُرامن انقلاب" تھا، جس میں عوام کے خلاف سب سے زیادہ بد امنی تھی، کسی ملک کے انقلاب کی تاریخ کبھی اس طرح مرتب نہیں ہوئی جس طرح برعظیم کی تاریخ مرتب ہو رہی تھی، مقتولوں نے قاتلوں کو ہدیۂ تبریک پیش کیا، اور اپنے قبیلے کے سر کاٹ کے خود ان کے پاؤں میں ڈھیر کر دیئے، یہ آزادی کا وہ ارمغان تھا جو ہندو اور مسلمان اظہارِ تشکر کے طور پر ویلنگٹن اور کلائیو کے جانشینوں کو پیش کر رہے تھے، کانگرس نے کوکناڈا کانگرس (محمد علی جوہر) کے خطبۂ صدارت سے لے کر رام گڑھ کانگرس (ابوالکلام آزاد) کے خطبۂ صدارت تک کو آگ لگا دی، اس کے لیے یہ سب کاغذ کے بیکار پرزے تھے، گویا سردار پٹیل نے مختار احمد انصاری کا وہ گھر جلا دیا جو کبھی کانگرس کی مجلس عاملہ کے اجلاسوں کا مرکز رہا تھا، لیگ نے سید احمد شہید سے لے کر عطاء اللہ شاہ بخاری تک سب کی جدوجہد آزادی کو تاریخ سے بیدخل کر دیا، قائداعظم نے لیگ ... کر کے ملت اسلامیہ پر ... کر دیا انہیں فخر تھا کہ پاکستان ان کے علاوہ ان کے ٹائپ رائٹر نے حاصل کیا ہے اور بس۔

۱۴ اگست پاکستان کا یوم آزادی ضرور تھا اور واقعی یوم آزادی تھا، لیکن عجیب انقلاب تھا کہ عوام مر رہے تھے اور خواص عیش کر رہے تھے۔ راس کماری سے اراکان تک اور سلہٹ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک یا پھر کلکتہ سے دہلی تک اور لاہور سے جہلم تک سارا برعظیم لہولہان تھا، فی الجملہ ایک ذبح عظیم تھا۔

۱۵ اگست کو ——— رات بارہ بج کر پانچ منٹ پر ہندوستان کی آزادی کا سرنامہ پڑھا گیا، جواہر لال کے ساتھ خلیق الزمان نے بھی ترنگے کو سلام کیا، وفاداری کا حلف اٹھایا، لیکن ابوالکلام جس نے وزارتی مشن سے پروانۂ آزادی حاصل کیا تو اپنی اقامت گاہ کے تکیہ میں چپ چاپ پڑا تھا، اس کا دل ڈوب رہا تھا وہ سوچ رہا تھا ——— ؎

دن گنے جاتے تھے اِس دن کے لیے ؟

اس کا نطق مہر بلب ہو گیا تھا، وہ ابوالکلام نہیں رہا کچھ اور ہو گیا تھا، اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا، اس کی شیرہ بیانی نے تحت الشعور میں اعتراف شکست کر لیا تھا، اس کی خوشیاں مصنوعی ہو گئی تھیں، اس کے تبسم کو غم کی چاشنی لے مجروح کر رہا تھا، وہ اپنے احساسات کی قبر میں لیٹ گیا تھا، پارلیمنٹ کے باہر ہزاروں ڈھول سنکھ بجا رہے تھے، لیکن ابوالکلام تنہائی میں آنسو بہا رہا تھا، لاکھوں ہندو ملک میں اچھل کود رہے تھے، ان کے ساتھ نیشنلسٹ مسلمانوں کا ایک ہجوم بھی کھوکھلے قہقہے لٹا رہا تھا۔ لیکن کروڑوں مسلمان اس صبح کے خوف سے دل گرفتہ تھے جو ان کے لیے دشنہ و خنجر لے کر طلوع ہو رہی تھی۔

ہندوستان اور پاکستان میں سب سے بُرا حال ان مخلص اور مفلس نیشنلسٹ مسلمانوں کا تھا جو ہندوؤں کی نگاہ میں مسلمان تھے اور مسلمانوں کی نگاہ میں ہندو، ان کی قربانیاں چتا کی راکھ ہو گئی تھیں، ان کی استقامت پر تبرا کسا جا رہا تھا، ان کے حوصلے سنگلاخ کی طرح ٹوٹ گئے تھے، ان کا وجود کہیں کا نہ رہا تھا، وہ چوب مسجد کی طرح سوختنی تھے نہ فروختنی، ہندوستان نے انہیں پناہ دینے سے انکار کر دیا تھا جس کی آزادی کے لیے وہ انگریزوں سے لڑتے رہے، حتیٰ کہ اپنی قوم کے قہر و غضب کا شکار ہو گئے؛ اس آزادی کا شکر بھی ان کو نہیں ملا تھا، وہ اس دور افتادہ صدا کی طرح تھے جو صحراؤں میں بلند ہو کر ریت کے تودوں میں اتر جاتی ہے، پاکستان ان کے لیے ایک سیاسی یتیم خانہ تھا جس کا عام ذہن ان سے نفرت کرتا اور شبہ کی نظر سے دیکھتا تھا، وہ آزادی کی خوشیوں سے یکسر محروم ہو چکے تھے، ۱۴ اگست کا ملیہ ان کا ماتمی دن تھا جسے وہ اپنے گھروں کی چار دیواری میں گزار رہے تھے، لیگ نے انہیں اچھوت بنا دیا اور ہندوستان میں سیاسی ہریجن ہو گئے تھے، ہندوستان میں سنکھ پھونکے گئے، پاکستان

© rasailojaraid.com